سنت کسے کہتے ہیں؟

عربی میں سنت کے لغوی معنی ہیں: مصروف اور چلتا ہوا راستہ جو کثرتِ استعمال سے پٹ کر ہموار ہو گیا ہو اور اس وجہ سے آس پاس کی زمین سے واضح نظر آتا ہو۔ اس مفہوم کی بنیاد پر کسی کے ایسے عمل کو بھی سنت کہا جاتا ہے جو باقاعدگی اور یکسانیت کے ساتھ کیا جاتا رہے اور کرنے والے کا امتیازی وصف ہو۔

جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو سنت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ سلوک ہوتا ہے جو وہ انسانوں کے گروہوں یا قوموں کے ساتھ یکسانیت سے کرتا ہے۔ یعنی جب بھی کوئی قوم ایک خاص قسم کا رویّہ اختیار کرے، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو اس نے ایسا رویّہ رکھنے والی دوسری قوموں کے ساتھ کیا تھا۔ مثلاً جو لوگ اللہ پہ ایمان کا دعویٰ بھی کریں اور اس کے دین کی خلاف ورزی میں زندگی گذاریں اور مقاصدِ دین کو ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ ان کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور ان پر دشمنوں کو مسلّط کر دیتا ہے، جب تک وہ توبہ کر کے، ایمان کے دعوے کے مطابق مقاصدِ دین کے لئے جُت نہیں جاتے اور اپنی زندگیوں کو دین کے مطابق ڈھال نہیں لیتے۔

جب یہ لفظ رسول اللہ ﷺ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اس سے مراد وہ طریقہ ہوتا ہے جو آپؐ نے بحیثیت معلّم شریعت اور بحیثیت کامل نمونہ کے دین کے کام اور مقاصدِ دین کے حصول کے لئے خود باقاعدگی سے اختیار کیا اور دوسروں کو سکھایا۔

مثال کے طور پر قرآن اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیتا ہے مگر اس کی اقامت کے طریقے نہیں بتاتا۔ اس کو قائم کرنے کے طریقے ہمیں حضور اکرمؐ کی سنت سے ملتے ہیں۔ مثلاً یہ اصول کہ نماز کا امام مقتدیوں کے مقابلے میں علم، عمل، سمجھ بوجھ، رہنمائی کی صلاحیتوں، قیادت کی قابلیت اور دُور اندیشی وغیرہ میں دوسروں سے بہتر ہو، وہ لوگوں کو مقاصدِ دین، اقامتِ دین اور غلبہ دین کے لئے کامیابی کی طرف لے کر چلے اور منزل کے حصول کے لئے عقلمندی سے رہنمائی کرے، لوگ اس کی اطاعت کریں اور اس کے پیچھے چلیں، وہ ان کا اللہ سے بھی رشتہ جوڑے اور دنیا میں بھی کامیابی کی راہ پہ چلائے، اللہ سے رشتہ جوڑنے اور آپس میں بھائی چارہ پیدا کرنے کے لئے ان کو دن میں پانچ مرتبہ جمع کرے، ان کی ضرورت کے مطابق ان کو قرآن کی وہ آیات نماز میں سُنائے جو موقع کی مناسبت سے ان کی رہنمائی کے لئے ضروری ہوں، وغیرہ یہ ساری باتیں حضور اکرمؐ کی سنت سے ملتی ہیں۔ اسی طرح سنت ہی سے ہمیں نماز کے اوقات، رکعتیں، نماز کے ارکان اور ان کی ترتیب وغیرہ قسم کی سب باتیں ملتی ہیں۔ اسی طرح روزے، زکوٰۃ اور حج کے مسائل جو قرآن میں بیان نہیں ہوئے وہ حضور اکرمؐ کی سنت سے پتہ چلتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کی سنت سے ہی ہمیں مقاصدِ دین کے حصول کا طریقہ کار پتہ چلتا ہے، اس کی حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں، اسلامی تحریک چلانے کے انداز، اس کے اہداف، اس کی منزلیں اور ہر منزل میں کام کرنے کے مخصوص طریقے وغیرہ سب باتیں سنت کے ذریعے سکھائی گئی ہیں۔

چونکہ مسلمان کی زندگی کا ہر شعبہ دین کے مطابق ہونا چاہیے۔ لہٰذا ہماری روزمرّہ زندگی کے معاملات میں بھی سنت سے رہنمائی ملتی ہے۔ مثلاً قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ زندگی کی تمام نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حضور اکرمؐ کی سنت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو کس طرح کم سے کم استعمال کرنا چاہیے اور اور ضائع کرنے سے بچنا چاہیے، وضو اور غسل میں کتنا پانی استعمال کرنا چاہیے، کس طرح پانی کے بے بہا ذخیرے بھی موجود ہوں، تب بھی خوامخواہ یا بے دریغ بہانے سے گریز کرنا چاہیے، بلکہ ایک ڈول پانی سے نہا لینا چاہیے۔ کھانے میں کیا احتیاط کرنی چاہیے، پیٹ بھر کر نہیں کھانا چاہیے، ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا چاہیے۔ پانی پئیں تو کس انداز سے دو وقفوں کے ساتھ (تین قسطوں میں) پی جانا چاہیے۔ پاکیزگی اور صفائی کیسے رکھنی چاہیے۔

قرآن حکم دیتا ہے کہ دن رات اُٹھتے بیٹھتے اللہ کو یاد کرو۔ حضور اکرمؐ نے ہمیں دن رات اُٹھتے بیٹھتے اللہ کو یاد کر کے دکھایا اور اس کا طریقہ سکھا دیا۔ ہر قدم، ہر حرکت، ہر جنبش پہ کس طرح خدا کی حمد، شکر، تعظیم، تکبیر اور دعا کرنی ہے۔ سو کر اُٹھتے ہوئے، غسل خانے میں جاتے ہوئے، کھانے سے فارغ ہوتے ہوئے، گھر سے نکلتے ہوئے، گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وغیرہ وغیرہ ہر جنبش پر کس طرح اللہ کو یاد رکھنا ہے، وہ سب سکھا دیا اور کر کے دکھا دیا۔

اسی طرح گھر میں اہلِ خانہ کے ساتھ، مسجد میں ساتھیوں کے ساتھ، میدانِ جنگ میں دشمنوں کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا ہے، ملک کیسے چلانا ہے، انصاف کیسے کرنا ہے، رشوت کیسے ختم کرنی ہے، غریبوں کا خیال کیسے رکھنا ہے، وغیرہ وغیرہ زندگی کا ہر کام دین کے مطابق کر کے دکھا دیا۔ لوگوں کے ساتھ معاملات میں نبی اکرمؐ کی سنت تو ایسی تھی کہ دشمن بھی امانت، دیانت، صداقت اور وعدے کی پابندی کا ایسا لوہا مانتے تھے کہ نام ہی صادق و امین رکھ دیا۔

یہ ہیں مثالیں نبی اکرمؐ کی سنتوں کی جن کو اپنائے بغیر ہم دین پر چل ہی نہیں سکتے۔ ان مثالوں سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ اللہ کی اطاعت میں دین پر عمل کرتے ہوئے اور

مقاصدِ دین کے حصول کے لئے زندگی گذارتے ہوئے وہ تمام کام جو حضور اکرمؐ نے کئے وہ تو ان کی سنت ہیں۔ اس کے علاوہ حضور اکرمؐ انسان تھے اور عرب کے باشندے تھے لہٰذا ایک انسان کی حیثیت سے اور ایک عرب کی حیثیت سے جس طرح کی بُود و باش رکھی وہ سنت کی تعریف میں نہیں آتی۔ اکثر لوگ حضور اکرمؐ کی سنت اور آپؐ کی عام انسانی بود و باش میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بعض بود و باش کی چیزوں کو سنت کا درجہ دے دیتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری مشکلات، الجھنیں اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن سنت کے معاملے میں سب سے بڑی خرابی جو مسلمانوں کے اندر پیدا ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضور اکرمؐ کی اصلی سنتوں سے بالکل غافل ہو چکے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی کام بھی سنت کے مطابق نہیں ہے، نہ گھر میں نہ باہر، نہ دنیاداری میں نہ خدا کی یاد میں۔ یہاں کہ ان کا کھانا پینا بھی سنت سے ہٹا ہوا ہے۔ وہ بھی اہلِ مغرب کی طرح پانی کی بوتلیں لئے پھرتے ہیں، ایک گھونٹ ادھر پیا، ایک گھونٹ اُدھر پیا، یا کافی کا مَ لے کر دن بھر چلتے پھرتے جانوروں کی طرح منہ مارتے رہتے ہیں۔ کھانا اتنا کھاتے ہیں کہ ہزار جتن کر کے بھی وزن کم نہیں ہوتا، بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وک رکھ کر کھانے کی بجائے خوب تن کر کھاتے ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ سنت کی خلاف ورزی کر کے ہم اپنی صحت کا ستیاناس کر رہے ہیں۔ پانی استعمال کرنے لگتے ہیں تو ٹونٹی کھول کر پورے زور سے پانی بہاتے جاتے ہیں، نہ ضرورت کے مطابق کم کھول کر گذارا کرتے ہیں نہ استعمال کے دوران کے چھوٹے وقفوں میں بند کرتے ہیں۔ بات بات پر جھوٹ، قدم قدم پہ بے ایمانی اور ہر وعدے کی خلاف ورزی اپنا وصف بنا رکھا ہے۔

لیکن ایسے لوگوں کے نزدیک سنت کی ساری تان داڑھی، ٹوپی اور عمامے پر آ کر ٹوٹتی ہے۔ ان کی اسی غلط فہمی کی وجہ سے بدطینت لوگ جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور ان سے ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں، وہ لمبی ڈاڑھیاں رکھ کر اور عمامے باندھ کر ہی مسلمانوں کو بے وقوف بناتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کے جال سے صرف اسی وقت محفوظ رہ سکتے ہیں جب ہم ان کو حضور اکرمؐ کی اہم سنتوں کے معیار پہ پرکھیں: وہ کس حد تک سچ بولتے ہیں، معاملات میں کتنے دیانتدار ہیں، امانت کی کتنی حفاظت کرتے ہیں، اللہ کو کتنا یاد کرتے ہیں، مقاصدِ دین کو کس حد تک سمجھتے اور ان کے لئے کتنی جانفشانی سے کام کرتے ہیں، دین کو دنیا پر کتنی ترجیح دیتے ہیں، امت کے مفاد کے لئے اپنا ذاتی مفاد کس حد تک قربان کر دیتے ہیں؟ اگر آپ لوگوں کو ان چیزوں کی بنا پر پرکھیں گے، تو انشاءاللہ دھوکا نہیں کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری امت کو عقل اور ہدایت دے کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق دین پر عمل کرنے والے بن جائیں، ضروری باتوں کی طرف توجہ دیں، مقاصدِ دین اور دین کی اہم باتوں پہ لگ جائیں اور غیر ضروری باتوں کو چھوڑ دیں۔ آمین ثم آمین